بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئمہ محدّثین اور اہلِ قبور سے استمداد

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5,6-مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ، گنج ہندی سٹریٹ، لاہور
042-7115771, 0333-8173630, 0321-9407699

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد
افادات	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی
مرتب:	محمد نعیم اللہ خان قادری (بی ایس سی۔ بی ایڈ ایم اے اردو)
پروف ریڈنگ	مولانا عبدالکریم جلالی صاحب مدرس جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام
با اہتمام	شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی
تعداد	1100
صفحات	64
ہدیہ	40روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ قادری رضوی لاہور / مسلم کتابوی لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور

کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ فیضان مدینہ گھکڑ

مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات

مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ غوثیہ کراچی

احمد بک کارپوریشن راولپنڈی / صراط مستقیم گجرات

جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین

مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ / مکتبہ برکات المدینہ کراچی

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور 0321-9407699

فہرست

آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد	6
زیارت قبور کے لحاظ سے آئمہ محدثین کے معمولات	7
استمداد اور اہلِ ھواء	8
ادارہ صراط مستقیم کا بدعقیدگی کے خلاف جہاد	9
قبر کی حیثیت اور اس کی حقیقت	11
انسان کا خمیر اور قبر کی مٹی	12
مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ	13
اسلام میں قبر کا تقدس	15
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ	16
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا انبیاء کرام علیہم السلام کا قرب	19
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک عظیم تابعی	19
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت	20
حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا خوبصورت عقیدہ	21
قبر انور سے استعانت	24
آئمہ محدثین کا عمل بعد والوں کے لئے حجت	26
حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	27
حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ شیخ المحدثین	28
صالحین کے قرب کا فائدہ	28
بُرے پڑوس کے نقصانات	29
امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بدن دو سال بعد بھی خوشبودار	30
امام ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ (امام علی رضا کے مزار پر حاضری)	32

Scanned with CamScanner

محدثین کے لئے بہت بڑا مرکز علم	33
اہل حدیث سے مراد کون؟	34
امام ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ تعالی کا تعارف	34
نیشاپور کے لوگوں کا عقیدہ	35
حضرت ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالی کے وجود سے مشکل کشائی	35
حضرت ابوعلی ثقفی رحمہ اللہ تعالی کا تعارف	36
حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار پہ محدثین کی حاضری	37
قبر کے لئے تواضع، تضرع اور اس کی تعظیم	38
روضہ رسول ﷺ پہ غلامان مصطفیٰ ﷺ سے ناروا سلوک	39
عظیم محدث ابن حبان کا عقیدہ	41
حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے مزار پر حاضری اور مشکلات کا حل	41
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	45
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	47
امام المحدثین ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ	48
استمداد کے طریقے	50
جبہ مبارک کے پانی سے مریضوں کو شفا	52
لاتشد الرحال کا حقیقی معنیٰ و مفہوم اور اس کا مصداق	53
حدیث میں اِلَّا مستثنیٰ متصل ہے	54
حدیث میں اِلَّا مستثنیٰ منقطع نہیں	54
حدیث میں ہی لاتشد الرحال کے مصداق کا بیان	56
امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ	57
اپیل	58
مزارات اولیاء پر حاضری کا طریقہ	61

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِكَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل اور اسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام ۱۴ ویں سالانہ فہم دین کورس کے پندرھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

"آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد"

میری دعا ہے خالق کائنات ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اسکے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو قبور کے لحاظ سے جو رہنمائی فرمائی ہے

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن بریدۃ رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ ج ۱ ص ۳۱۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

تمہیں میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

آغاز میں تو منع کیا گیا لیکن اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی اور خود شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے رہے۔ آپ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ

کرام کا بھی یہ عمل رہا، تابعین، تبع تابعین اور آج تک امت مسلمہ کا یہ عمل موجود ہے۔

ہمارا موضوع صرف آئمہ محدثین کے لحاظ سے ہے اور اس وقت یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ صرف زیارت قبور کے قائل ہی نہیں تھے بلکہ قبور کا احترام اور انکی تعظیم بھی کرتے تھے۔ وہاں جانے کو اپنے لئے مفید بھی سمجھتے تھے۔

اور مزارات کی حاضری کو اپنے لئے متبرک سمجھتے تھے۔ وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی مشکلات پیش کرتے تھے اور اہل قبور سے سفارش کی استمداد کے نتیجہ میں انکی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔

استمداد کا لغوی معنیٰ ہے مدد کو طلب کرنا ہے۔

زیارت قبور کے لحاظ سے آئمہ محدثین کے معمولات

جو عمل ہم آئمہ محدثین کا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک طبقہ کے تقاضا کے مطابق ہے کہ کسی فقیہ، صوفی، زاہد و سالک کا جس وقت عمل انکے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ محدث کی ترجیح کو بیان کرتے ہیں اور محدثین کی ویلیو اور اہمیت کا احساس دلاتے ہیں کہ محدثین کی سنت پر پابندی (ان لوگوں کے بقول) زیادہ ہے۔

اس لیے آج ہم محدثین میں سے جو آئمہ محدثین ہیں ان کا عمل پیش کریں گے کہ وہ اپنی زندگی میں قبور کی کس قدر حاضری دیتے تھے اور اگر اُن سے یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر انھیں انکا عمل ضرور قبول کرنا چاہیے اور پھر ہم جس مسلک پر ہیں وہ صدی یا ڈیڑھ صدی کی پیداوار نہیں ہے۔ امت کی پوری عمر کے اندر ہر دن میں موجود ہے۔ تو پھر دوسرے لوگ حدیث اور محدثین کا نام لیتے ہیں۔ انھیں حدیث کی سند نبی علیہ السلام تک پہنچانے

Scanned with CamScanner

کیلئے اور محدث ڈھونڈنے چاہیں کہ جنکا عقیدہ ان لوگوں کے عقیدے کی طرح کا ہو۔ چونکہ جو محدث میدان عمل میں ہیں، خواہ وہ بخاری کے اساتذہ ہوں یا بخاری کے تلامذہ ہوں یا خود امام بخاری ہوں وہ آئمہ محدثین جنکی کتابیں متداول ہیں۔ اس امت میں تدوین حدیث کے لحاظ سے ایک بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب وہ ہمارے عقیدے پر ہیں ایسا عقیدہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

استمداد اور اہلِ ھواء

کسی قبر کی تعظیم کرنا وہاں جا کر آنسو بہانا، وہاں جا کے استمداد کرنا، زیارت کیلئے جانا ان لوگوں کے نزدیک محض بدعت نہیں بلکہ شرک ہے (معاذ اللہ اور شرک بھی وہ جو ابوجہل کے شرک سے بڑا شرک ہو۔

اس پر باقاعدہ ان لوگوں نے فتوی لگایا کہ جو شخص بھی مزار کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے یعنی صرف جانے سے ان کے بقول شرک ہو جائے گا، استمداد تو بڑی دور کی بات ہے۔ جو اس مقام کی تعظیم کے پیش نظر گھر سے جائے تو اسکا یہ شرک ابوجہل کے شرک سے بڑا شرک ہے۔

یہاں تک لکھ دیا کہ پہلی قوموں میں یغوث اور لات ومنات تھے اس امت میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی وراس طرح کے لوگ ہیں (معاذ اللہ) ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو پہلی امتوں کے بتوں کے ساتھ ملا کر ان اولیاء کے معتقدین کو مشرکین کے ساتھ ملایا اور پھر (معاذ اللہ) انتہائی شرک کا الزام دیا۔

Scanned with CamScanner

ادارہ صراط مستقیم کا بدعقیدگی کے خلاف جہاد

اس لیے میں پورے وثوق اور ذمہ داری سے یہ موضوع پیش کر رہا ہوں اس ظلم کے جواب میں جو صرف ہم پر ہی نہیں بلکہ پوری امت پہ کیا گیا، یعنی صحابہ کے مذہب کو اگر شرک کہا جائے تو اس سے بڑا اور ظلم کیا ہوگا۔ تابعین کے مذہب کو شرک کہا جائے تو اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا۔ تبع تابعین کا جو مذہب ہے اسکو شرک کہا جائے تو اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا۔

اور پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حج کے موقع پر جب کعبہ میں پوری دنیا سے فرزندان توحید پہنچے ہوئے ہوں تو وہاں بھی کچھ لوگوں کی طرف سے یہ بات سننے کو ملتی ہے کہ

''اکثر بلاد اسلامیہ اس وقت مشرک ہو چکے ہیں'' میں نے اپنے کانوں سے وہ تقریر سنی اور پھر وہ تقریر (المدینہ) اخبار میں بھی چھپی۔

لَقَدِ اسْتَحْکَمَتْ هٰذِهِ الرَّزِيَّةُ فِيْ کَثِيْرٍ مِّنَ الْبِلَادِ الاسْلَامِيَّةِ

اکثر مسلمان ممالک مشرک ہو چکے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ یہ قبروں کی زیارت کیلئے گھروں سے جاتے ہیں۔ تو یہ شرک ہے پھر اسکے بارے میں کہا کہ

مِنْ اَعْظَمِ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ

(اخبار ''المدینہ'' ۱۳ جنوری ۲۰۰۷)

یہ شرک کی بڑی اقسام میں سے ایک بڑی قسم ہے۔

یعنی گھر سے ارادہ کر کے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کی زیارت کیلئے جانا اسکو شرک

کی بڑی انواع میں سے شمار کیا۔

کیا اس سے زیادہ کسی مہمان کی بے قدری اور توہین ہوسکتی ہے؟ رب کے بندے رب کے گھر میں حج کرنے گئے ہوں اور انکو وہاں سے مشرک ہونے کی گالی دی جارہی ہو اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوسکتا ہے۔ اکثر بلاد اسلامیہ میں پہلے نمبر پر انکے نزدیک پاکستان ہے پھر افغانستان، بنگلہ دیش اور انڈیا ہے اور پھر عرب ممالک عراق، شام، مصر وغیرہ جہاں انکی اپنی حکومت نہیں وہاں پر تمام لوگوں پر شرک کا الزام لگایا گیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے ساتھ اتنا ستم اور اتنا ظلم کرنا۔

حالانکہ انکے بارے میں ہے:

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

حضرت ایوب حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْحَاجُّ وَفْدُ اللّٰهِ (مصنف ابن ابی شیبۃ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی تو اللہ تعالیٰ کا ڈیلیگیشن (delegation) یعنی وفد ہیں۔

کیا یہ گھر چھوڑ کے وہاں شرک کا فتویٰ لینے گئے تھے؟ انھیں برملا کعبے میں بیٹھ کر یہ کہا جارہا ہے کہ تم حج کرنے آگئے ہو لیکن ہو تم مشرک کیونکہ اکثر بلاد اسلامیہ کے

لوگ وہاں پر موجود ہیں۔ اکثر اسلامی ممالک کے لوگ مشرک ہیں تو اسی تناسب سے حاجیوں میں ان کی تعداد بھی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں بیٹھ کر فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں اور اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم وحدت اور اتحاد کے داعی ہیں۔

اسے اس آواز کو ہر افق پر بلند کرنا لازمی ہے کہ یہ دین جو شروع سے چلا آرہا ہے۔ اسکو کسی حکومت کے ریالوں سے مٹایا نہیں جاسکتا اور اس حقیقت کی آواز کو دبایا نہیں جاسکتا۔ اس لئے شروع سے لیکر آج تک صراط مستقیم کا جو نور ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ قیامت تک باقی رہے گا۔

قبر کی حیثیت اور اس کی حقیقت

سب سے پہلے قبر کی حیثیت کو دیکھنا چاہیے کہ قبر ہے کیا؟ عمومی طور پر قبر کو ایک گڑھا سمجھا جاتا ہے بندے کو اس گڑھے میں ڈال دیا گیا وہاں جانے سے فائدہ کیا ہو سکتا ہے اور اس جگہ کا مقام کیا ہوسکتا ہے۔ اگر قبر کو گڑھا سمجھا جائے تو پھر جانے کی ضرورت بھی کوئی نہیں ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ، أَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

(الجامع الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ ج ۲ ص ۷۳ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔

اہل ایمان اور پھر کامل مومنین کی قبر گڑھا نہیں ہوتی انکی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے اور جنت کی زیارت کو شرک کون کہے اور جنت سے فائدہ اٹھانے کو شرک کون کہے اور جنت میں جا کے محروم کون رہے۔ جب ہمارے آقا علیہ السلام نے اسکو ریاض الجنۃ کہہ دیا کہ وہ قبر ہے اور حق پرست وہاں دفن ہے۔ جسکا سینہ اللہ تعالیٰ کے نور کا مدینہ بنا رہا ایمان جس میں جلوہ گر رہا۔ اب وہ جس جگہ پر آرام کر رہا ہے اسے عام جگہ جیسا نہ سمجھا جائے۔ اگر وہ مومن ہے اور کامل مومن ہے تو یقیناً اسکی قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

انسان کا خمیر اور قبر کی مٹی

وہ جگہ جہاں کوئی دفن ہے اس جگہ کی ویلیو اسکے مہمان کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ إِلَّا وَقَدْ ذُرَّ عَلَيْهِ مِنْ تُرَابِ حُفْرَتِهٖ

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب ماجاء فی قبر النبی وَاَبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۶۵۳۲)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو جس وقت ماں کے رحم میں اس میں جان ڈالی جاتی ہے اس سے پہلے اسکے خمیر میں اسکی قبر کی مٹی کو شامل کیا جاتا ہے۔

جہاں اس نے فوت ہونا ہوتا ہے وہاں کوئی حاجت ہوتی ہے، اور جہاں اس نے دفن ہونا ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ تو قبر کی زمین کا تقدس سمجھنا ہے تو پھر اس شخص کا مرتبہ دیکھو جو وہاں پر دفن ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ پر دفن ہیں تو وہ جگہ کیوں مقدس ہے؟ کہ وہ جگہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خمیر میں داخل کی گئی تھی۔ اللہ کا ولی جہاں دفن ہے اللہ تعالیٰ کے صدیق اور اللہ تعالیٰ کے شہید اور اللہ تعالیٰ کے صالحین جس جگہ پر دفن ہیں اس جگہ کی ویلیو کیوں بڑھ گئی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جسکو یہ تقدس ملا اس صوفی، اس سالک، اس قطب، اس غوث اور اس عظیم انسان کے خمیر میں اس مٹی کو شامل کیا گیا تھا لہٰذا یہ مٹی عام نہیں بلکہ یہ مٹی ساری زندگی رب کو سجدہ کرنے والی مٹی ہے۔

﴿مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ﴾

تو یہ اصل وجہ ہے قبر کی جگہ اور عام جگہ میں فرق ہے قبر میں جو لیٹا ہے اس زمین کو ایک نسبت پہلے حاصل تھی اور اس کو عظمت مل گئی ایک وہ نسبت ہے کہ اس میں پہنچنے والا پہنچ جاتا ہے تو اس وقت نسبت مل جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

جس وقت میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اسکا امتحان ہوتا ہے۔ امتحان میں جب وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے۔

فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ

آسمان سے یہ آواز آتی ہے۔

وہ دوسرا جہاں ہے اس جہاں کی نہ ہمیں آواز آتی ہے نہ ہم اس بندے کو دیکھ سکتے جو قبر میں ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ یہ غیب دان نبی علیہ السلام کا

احسان ہے کہ جس نے غیب کی باتیں ہمیں بتائی ہیں۔

آسمان سے آواز آتی ہے۔

أَنْ صَدَقَ عَبْدِی فَأَفْرِشُوهُ مِنْ الْجَنَّةِ

میرے بندے نے سچے جواب دیئے ہیں لھذا اس کے لیے فرش جنت کا بچھا دو

یعنی جس نے مجھے رب کہا اور دین کو اسلام کہا اور میرے محبوب کو نبی علیہ السلام کہا اب اسکو پہلے کی طرح نہیں رہنے دینا جو چند لمحے حساب سے قبل قبر میں گذرے تھے۔ اب وہ ویسے نہیں رہے گا۔

فَأَفْرِشُوهُ مِنْ الْجَنَّةِ

اس کے لیے فرش جنت کا بچھا دو

قبر تو اس میرے بندے کی ہوگی لیکن اس قبر میں فرش جنت کا ہوگا اس میں بستر جنت کا لگے گا۔ نیچے گدا اور تکیہ جنت کا لگے گا۔

وَأَلْبِسُوهُ مِنْ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ

اور اس کو لباس جنت کا پہنا دو اور اس کے لیے دروازہ جنت کا کھول دو

اور اسکا لباس بھی جنت کا ہوگا۔

وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز ص ۱۴۲ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

اس کے لیے دروازہ جنت کا کھول دو

اسکی قبر میں دروازہ جنت کا کھلے گا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان برزخ کے معاملہ کا ہے۔ ہمیں دیکھ کر بھی اتنا یقین نہیں ہوسکتا جتنا سرکار علیہ السلام کے فرمانے پہ

ہو گیا ہے۔ کہ واقعی ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی قبر ملے گی۔ دروازہ جنت کا ،لباس جنت کا، نیچے بچھونا جنت کا ہے۔

اسلام میں قبر کا تقدس

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ ایک طرف شعلے ہوں اور دوسری طرف قبر ہو تو انگاروں پہ قدم رکھنا ہلکا امر ہے قبر پر قدم رکھنے کے مقابلے میں کیونکہ قبر کا ایک تقدس ہے وہ قبر دنیا میں جنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ لفظ ارشاد فرما دیے۔ جس جگہ ہوائیں جنت کی ہوں اور وہ جنت کا باغ کہلائے۔ اسکو دیکھنے میں پھر حرج کیا ہے۔ اسکی نیت سے جانے میں پھر اعتراض کیوں ہے؟ وہاں جانے والے کو محروم کہنے کی ضرورت کیا ہے۔ جب رب نے اسکو جنت بنایا اور وہاں جنت کی ہوائیں چلیں۔ قبر کے بارے میں فرمایا کہ قبر میں بستر جنت کا اور قبر میں اسکا لباس جنت کا اور قبر میں ہوائیں جنت کی۔

یہ نظام رب ذوالجلال کا ہے کہ جنت آسمانوں کے اوپر اور قبر زمین کے اندر مگر دروازہ جنت کا قبر میں کھل جاتا ہے۔ جو قبر کی شرعی حیثیت ہے۔ اگر کوئی شخص اسکا مطالعہ کرے مجھے امید ہے کہ وہ کبھی بھی قبر کو بت نہیں کہے گا۔ اور کبھی بھی قبر کی اس حیثیت کا انکار نہیں کرے گا جو قبر میں آنے والے کی وجہ سے قبر کو ملی ہے۔

لیکن قبر پہ جانے والے کو جو آداب اختیار کرنے چاہیں اور جو تقاضا ہے۔ وہ ایک مستقل سبق ہے۔ جہاں کجی ہے اس کجی اور بگاڑ کو صحیح کرنا یہ ہمارا اپنا جہاد ہے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔

Scanned with CamScanner

کسی آنے والے طوفان کا ڈراوا دیکر

نا خدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

قبر کی جو حیثیت ہے جو زیارت قبور کا مقام ہے اور جو استمداد کی حیثیت ہے۔ اس پر یقین رکھنا پڑے گا۔ اسکے بعد اگر کوئی نازیبا حرکت کرتا ہے۔ اگر کوئی اسلام کی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اسکو لگام دینا ہمارا کام ہے نہ یہ کہ حقیقت کا انکار کر دیا جائے اور اُس حقیقت کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جائے۔

حضرت موسی علیہ السلام کا عقیدہ

بخاری و مسلم میں یہ حدیث شریف موجود ہے:

حضرت سیدنا ابو هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ جب یہ روح قبض کرنے کی بات کرنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے سے تھپڑ رسید کر دیا۔ حضرت ملک الموت کو جب تھپڑ مارا۔

فَفَقَأَ عَيْنَهُ

اسکی آنکھ نکال دی۔

آپ کا اتنا زبردست تھپڑ تھا۔

فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ قَالَ

حضرت عزرائیل علیہ السلام رب کے پاس گئے اور کہنے لگے۔

أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ

Scanned with CamScanner

میرے رب تو نے مجھے اس بندے کی طرف بھیجا جو مرنا ہی نہیں چاہتا۔

اب پتہ چلتا ہے کہ اوروں کے پاس ملکوت الموت اور طرح جاتے ہیں اور خواص کے پاس اور طرح جاتے ہیں ورنہ کسی کی کیا مجال ہے کہ کچھ کہہ سکے اسکو جا کر دبوچ لیں اور جان نکال لیں تھپڑ کھانے کی ضرورت کیا تھی۔

باقاعدہ عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشورہ کرنے لگے کہ مجھے رب نے بھیجا ہے آپکی جان نکالنی ہے۔تو انہوں نے آگے سے تھپڑ مار دیا۔

اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ غصہ نہیں آیا، کون ہوتا ہے میرے فرشتے کی آنکھ نکالنے والا میں اسکا محاسبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا کہ آنکھ میں صحیح کر دیتا ہوں تو پھر اُن کے پاس چلا جا۔

بخاری و مسلم کے جو ظاہری لفظ ہیں ان سے پتہ چلا کہ لوگوں نے نکمی سوچوں سے یہ سوال بنا رکھے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نور ہوتے تو پھر زخمی کیوں ہوتے۔ نور کا تو خون نہیں بہتا۔ جبکہ فرشتے تو نور ہیں لیکن یہاں پر اسکی آنکھ نکل گئی۔ اس سے پتہ چلا کہ یوں زخمی ہو جانا نور ہونے کے منافی نہیں ہے، ایسا ہو سکتا ہے۔

جس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ میرے کلیم کے پاس ہم انھیں کچھ نہیں کہیں گے۔ تمہاری آنکھ ٹھیک کرتے ہیں۔

قَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ

تم دوبارہ واپس چلے جاؤ اور انھیں جا کر کہو۔

اب اُن سے پہلے کی طرح بات نہ کرنا۔ بلکہ تم انھیں یہ کہو۔

Scanned with CamScanner

يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ

وہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیں تو جتنے بال انکے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھا دی جائے گی۔

اس سے بہت زیادہ عمر بڑھ سکتی تھی۔ حضرت ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تمہیں انعام دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مارا تھپڑ تھا لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور کوئی بندہ ملک الموت کے سامنے اونچی آواز تو کرے۔ آپ نے جب تھپڑ مارا تو ملک الموت نے یہ نہیں کہا کہ آنکھ تو نکل گئی ہے لیکن اب میں جان نکال کے جاؤں گا۔ انھیں پتہ ہے کہ آخر رب کے کلیم ہیں۔ رب نے جو کہنا ہے وہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی مواخذہ نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ میرے فرشتے تم اُن سے کہو بیل کی جلد پہ ہاتھ رکھیں جتنے بال انکے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال عمر بڑھا دی جائے گی۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیشکش کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ سال گذر جائیں گے۔

أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ

اے میرے رب پھر کیا ہوگا۔ اتنے سال جب مزید گذر گئے تو پھر کیا ہوگا۔

قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ

فرمایا کلیم پھر موت ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے۔

قَالَ فَالْآنَ

پھر مجھے ان سالوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ابھی میری جان نکالو۔

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجازت دے دی کہ میری جان نکال لی جائے۔(ایسے انبیاء کرام کا اپنا سٹیٹس ہے فرشتے اجازت مانگتے ہیں پوچھتے ہیں۔ اجازت ملتی ہے تو پھر وہ روح نکالتے ہیں۔عام لوگوں کی طرح آکر دبوچ نہیں لیتے)

حضرت موسی علیہ السلام کی تمنا انبیاء کرام کا قرب

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا۔

فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ

اے میرے رب میں مرنے کو تیار ہوں میری روح نکل جائے۔لیکن میری ایک حاجت ہے۔میں یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس جگہ پہ موت نہ آئے۔

أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ

مجھے بیت المقدس کے قریب کیا جائے۔

رَمْيَةً بِحَجَرٍ

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج۲ص۲۶۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بیت المقدس کے اتنا قریب ہو جاؤں کہ درمیان میں صرف اتنا فاصلہ ہو جتنا پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو خود نبی ہیں۔وہ بھی قبر وہ ڈھونڈنا چاہتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات موجود ہیں۔

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ایک عظیم تابعی

ان کا زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے کے بالکل قریب ہے۔انہوں نے

Scanned with CamScanner

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی پڑھا حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی پڑھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پڑھا۔

پھر محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی وہ استاد ہیں جنکے شاگرد حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی

محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی وہ استاد ہیں جنکے شاگرد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی،

محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی وہ استاد ہیں جنکے شاگرد حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالی جیسے ہوں اتنے عظیم فقہا اور محدثین جنکے شاگرد ہوں وہ خود کتنا بڑا امام ہوگا۔

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی کی ولادت

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی کی ولادت ۳۱ھ کو ہوئی۔ یعنی ان کا زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ کے قریب ہے۔ انہوں نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی اور ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور پھر آگے پڑھاتے رہے۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ کیا تھا؟ یہ خود جڑ ہیں اور اصل ہیں اس سے پھر ہزاروں اور لاکھوں شاخیں نکلیں یعنی جب امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے استاد ہوں وہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کہ امام بخاری کے اکثر استاد حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

ان سے اوپر ایک مکمل نیٹ ورک ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی کا اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کا اور حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالی کا، اور پھر یہ نیٹ ورک جہاں سے چلا ہے وہ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں پھر صحاح ستہ والے تمام محدثین انکے شاگرد ہیں۔

اگر سارا حوض گدلا ہو گیا تو پھر پیچھے بچ کون سکے گا اور پھر آگے وہ پانی پی کون سکے گا۔ حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کا وہ عقیدہ جسکو آج کوئی شرک کا الزام دے اسکو اپنی سوچ کا آپریشن کرانا چاہیے۔ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ اگر شرکیہ ہے تو پھر وہ ساری حدیثیں جو انکے ذریعے سے پہنچی ہیں غیر معتبر ہو جائیں گی۔

﴿حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا خوبصورت عقیدہ﴾

انکے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھا کہ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر در رسول ﷺ پہ بیٹھے رہتے تھے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

جب وہ اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ تمہارے پاس آجائیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور رسول پاک ﷺ انکے لئے سفارش کر دیں۔

لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

تو وہ اللہ کو تواب و رحیم پالیں گے۔

یہ رسول اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ امت نے اسکو ہر زمانے کیلئے عام سمجھا۔ جو وہاں جا سکتا ہے وہ وہاں ضرور جائے جو نہیں جا سکتا سرکار ﷺ کیلئے تو کوئی دوری نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

اس لیے کہ بخاری شریف میں ہے کہ

رسول پاک ﷺ اپنا ہاتھ لمبا کریں تو جنت میں ہاتھ پہنچ جائے اور وہاں ہاتھ سے گچھا بھی پکڑ لیں تو پھر اس ہاتھ کو پاکستان آنے میں دیر کیا لگے گی۔

رسول اکرم ﷺ کے روضہ پاک کے قریب حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیٹھا کرتے تھے۔

وَكَانَ يَأْتِي مَوْضِعًا مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَمَرَّغُ فِيهِ

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی شریف کی ایک جگہ پہ آ کے لیٹتے تھے اور لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے۔

وَيَضْطَجِعُ

اور وہاں لیٹ جاتے تھے۔

فَقِيلَ لَهٗ فِي ذٰلِكَ

تو ان سے کہا گیا کہ اس کا سبب کیا ہے؟

فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ

تو وہ کہنے لگے کہ اگر چہ میں پیدا بعد میں ہوا ہوں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ دیکھا ہے۔

تو ان کا عقیدہ کیا تھا؟ اسماعیل بن یعقوب کہتے ہیں۔

كَانَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ يَجْلِسُ مَعَ أَصْحَابِهٖ

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے اردگرد مجمع لگا ہوتا تھا۔

Scanned with CamScanner

فَكَانَ يُصِيبُهُ صَمَاتٌ

انھیں ایسا مرض تھا یا کوئی وجہ کی کیفیت تھی کہ زبان چپ کر جاتی تھی۔

خاموشی چھا جاتی تھی۔ان کیلئے بولنا مشکل ہو جاتا تھا۔

فَكَانَ يَقُوْمُ كَمَا هُوَ

تو حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا رخسار رسول اللہ ﷺ کی قبر پر رکھ دیتے تھے۔

وہ کتنا اچھا زمانہ تھا۔وہاں کوئی ایسا دھتورا نہیں کھڑا تھا جو محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو مارتا کہ سجدہ کر رہے ہو۔اس وقت قبر مبارک ابھی ننگی تھی۔رسول اکرم ﷺ کے آرام کی وہ جگہ جو عرش سے بھی افضل ہے اس مقام پر بیٹھے ہوئے جب یہ حالت پیش آتی تو پھر وہ اٹھتے اور اپنا رخسار نبی اکرم ﷺ کی قبر انور پہ رکھ دیتے اور پھر یہ ایک بار نہیں ہوا بلکہ بار بار ایسا ہوا۔اس لیے کہ اس میں کان ماضی استمراری ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بار بار ایسا عمل کرتے تھے۔

يَضَعُ خَدَّهٗ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پہ رکھتے

ثُمَّ يَرْجِعُ

پھر واپس لوٹ آتے۔

اب تو وہاں پر روضہ رسول ﷺ کے پاس اگر کوئی ہاتھ باندھے تو اس کیلئے قید خانہ ہے ہاتھ کھلائے جا رہے ہیں، جو نہیں کھولے گا اسکو اٹھا کے لے جائیں گے۔

ہاتھ باندھنے کی کیا صورت ہے اور قبر پہ رخسار رکھنے کی کیا صورت ہے۔ یعنی جو سجدے کے قریب ہے خدشہ تھا دیکھنے والا اسے سجدہ نہ سمجھ لے جبکہ آج ہاتھ باندھنے سے ہاتھ کھلائے جاتے ہیں۔

وہی دھتورے جو اپنے بادشاہوں کے قدم چومتے ہیں۔ اپنے اوپر مسلط حکمرانوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ ہزار بار تم ان کا ٹی وی پر مشاہدہ کر سکتے ہو انھیں بتوں کی طرح چومتے نظر آتے ہیں۔

لیکن ادھر رسول اللہ ﷺ کے روضہ کے پاس جس نے ہاتھ باندھے ہوں تو وہ شرک شرک کی آواز لگاتے ہیں اور ہاتھ کھلاتے ہیں کہ ہاتھ باندھنے سے بھی شرک ہو جائے گا۔ ادھر ہاتھ نہ باندھو۔

قبر انور سے استعانت

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ جھک کر جب رخسار قبر رسول ﷺ پہ رکھتے تھے۔ تو کسی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اب سنو استادوں کے استاد کا عقیدہ اور سنو ولیوں کے سرتاج کا عقیدہ اور سنو ایک بہت بڑے تابعی کا عقیدہ۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے یہ لفظ ہیں۔

فَقَالَ إِنْ يُصِيبُنِي خَطَرٌ فَإِذَا وَجَدْتُ ذٰلِكَ

اگر مجھے خطرہ ہو جب میں یہ محسوس کروں تو

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میں رسول اکرم ﷺ کی قبر سے مدد چاہتا ہوں۔

وہی لفظ استعمال کیے جو سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں (اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ)

آپ نے فرمایا کہ

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

میں نے رخسار عبادت کرنے کیلئے نہیں رکھا۔ میں نے رخسار رسول اکرم ﷺ کی قبر مبارک سے مدد چاہنے کیلئے رکھا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ امام ہیں ان کو احتیاط کا پتہ ہے۔

اور پھر یہ رسول پاک ﷺ کے روضہ پاک کی خصوصیت ہے۔

عام قبروں پر جاتے وقت کسی زائر کیلئے یوں جھکنا جائز نہیں ہے۔ اسلیے کہ عوام کو پتہ نہیں کہ حالت سجدہ کس طرح بن جاتی ہے۔ پھر اتہام کا خطرہ ہے۔

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو ان ساری چیزوں کا پتہ ہے اور رسول پاک ﷺ کی قبر مبارک چونکہ ننگی ہے۔ سرکار علیہ السلام کی قبر کی مٹی کے ساتھ چہرہ لگانے کا موقع میسر ہے اور وہاں لگایا ہے اور لوگوں کو بتایا ہے کہ

اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

(سیر اعلام النبلاء ج٦ ص ١٥٩)

میں نے نبی علیہ السلام کی قبر سے مدد چاہی ہے۔

کیا انہیں یاد نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ (سورۃ الفاتحہ آیت ۴)

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں

کیا محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھتے تھے ؟ کیا محمد بن منکدر

رحمہ اللہ تعالی کو یہ آیت نہیں آتی تھی ؟ انھیں یہ سورۃ آتی تھی اور یقیناً آتی تھی لیکن پھر بھی وہ مشکل آنے پہ رسول اللہ ﷺ کی قبر سے استعانت کرتے تھے اور پھر ایسے شخص کو جب امام مالک رحمہ اللہ تعالی اپنا استاد بنا رہے ہیں تو انھیں یہ خیال نہ آیا کہ میں کہیں معاذ اللہ مشرک سے تو نہیں پڑھ رہا۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کو خیال نہ آیا وہ آپکے سینکڑوں شاگرد جنکے آگے پھر ہزاروں شاگرد ہیں۔ انہوں نے اس امام سے پڑھا اور اس امام کا عقیدہ اتنا واضح عقیدہ ہے اور اللہ تعالی کا فضل ہے ہمیں اپنے عقیدے کی تاریخ بیان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ یہ رستہ سیدھا مدینہ شریف جانے والا ہے۔

آئمہ محدثین کا عمل بعد والوں کے لئے حجت

رسول اکرم ﷺ کی امت میں سے محدثین کے عمل کا دوسرے لوگ تقاضا کر رہے تھے۔ اسواسطے محدثین کا عمل تمہارے سامنے پیش کرنے لگا ہوں اور پھر وہ محدثین جن کی سندوں پر پوری حدیثوں کا مدار ہے۔ یہ نہیں کہ دسویں صدی کا کوئی محدث، نویں صدی یا چھٹی صدی کا کوئی محدث،

سب سے پہلے ان استادوں کا عقیدہ بیان کرنے لگا ہوں جہاں سارے شاگرد جا کر اکٹھے ہوتے ہیں اور جنکے شاگرد ہر ہر مسند پر پہنچے اور جنکی روایت کردہ حدیثیں بخاری میں ہیں انکی روایتیں اُن کا احترام کرتے ہوئے قبول کی جاتی ہیں۔ چونکہ فلاں نے یہ حدیث روایت کی ہے لہذا یہ حدیث سچی ہے۔ یعنی علم حدیث کی جو بنیاد ہے اور جہاں جا کر سارے کنکشن جڑتے ہیں ہم ان لوگوں کا عقیدہ بیان کریں گے۔

تو جنہیں ان کا عقیدہ پسند ہے وہی انکی روایت کردہ حدیث مان سکتا ہے ورنہ بدعتی کی حدیث معتبر نہیں ہوتی۔ اور جو شخص مشرک ہو اگر وہ حدیث پڑھائے تو اسکے بارے میں سارے اصول حدیث میں لکھا ہے کہ اسکی حدیث معتبر نہیں اسکو مانا نہیں جاسکتا، اسکو پڑھا نہیں جاسکتا اور اس کو پڑھایا بھی نہیں جاسکتا۔

لہذا راوی کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ اسکا عقیدہ درست ہو۔

جن راویوں کے عقیدے بدعتیوں والے ہوں انکی حدیث غیر معتبر ہوتی ہے۔ اگر آج حدیث کو معتبر مانا گیا اور یقیناً معتبر ہے تو پھر اس عقیدے پر جو عقیدہ اللہ تعالیٰ نے ان محدثین کو خود عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

یہ وہ امام ہیں جنہوں نے علم حدیث کی بہت زیادہ خدمت کی ساری زندگی حدیث پڑھتے پڑھاتے گذر گئی۔ بخاری و مسلم کے بعد جو حدیث پڑھانے والے لوگ ہیں ان میں ان کا بڑا منفرد مقام ہے۔

۴۸۸ھ ان کا وصال ہے۔ انہوں نے بخاری و مسلم کو جمع کر کے ''جمع بین الصحیحین'' ترتیب دیا۔ اسکے علاوہ بہت زیادہ انکی علمی خدمات ہیں۔

جب ان کا وصال ہو گیا تو انھیں بغداد شریف کے مقبرہ باب ابرز میں دفن کیا گیا مگر حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کے حکمران مظفر ابن رئیس کو وصیت کی تھی کہ جب میرا وصال ہوا تو تم نے میری قبر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس بنانی ہے۔ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے ولی ہیں۔ بغداد

شریف میں دریائے دجلہ کے قریب باب الاعظمیہ میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے پڑوس میں ان کا مزار ہے۔

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی نے وصیت کی کہ مجھے تم نے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے قرب میں دفن کرنا ہے زندہ ہوتے ہوئے اگر کسی قبر والے کے پاس جانے سے کوئی فائدہ نہ ملتا ہو۔تو پھر مر کے وہاں جانے کی ضرورت کیا تھی۔

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی شیخ المحدثین

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالی کا امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں تذکرہ کرتے ہوئے شیخ المحدثین کا لفظ بولا۔یعنی محدثین کے پیر اور محدثین کے استاذ اور پھر انھیں امام القدوہ کہا کہ جنکی اقتداء کی جاتی ہے۔

اور ابن حزم انکے شاگرد ہیں۔ اندلس کی سرزمین میں علم وحکمت کا ستارہ ہیں وصال سے قبل انہوں نے وصیت کی اور انھوں نے اپنا نظریہ ظاہر کر دیا جس پر وہ پہلے موجود تھے کہ مجھے کسی عام جگہ پر دفن نہ کرنا بلکہ مجھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی جو ولیوں کے ولی ہیں اور صوفیوں کے صوفی ہیں جنکی ولایت کے ہر طرف چرچے رہے اسکے پڑوس میں دفن کرنا ہے۔

ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کا پڑوس مل جائے گا تو بعد از وصال بھی قبر ٹھنڈی رہے گی۔اس سلسلہ میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ یہ حدیث کا حصہ ہے۔

صالحین کے قرب کا فائدہ

اس حدیث بخاری ومسلم سے پتہ چلتا ہے کہ قبر کیلئے یہ وصیت کرنا کہ فلاں ولی

Scanned with CamScanner

کے پاس ہو اسکا پیچھے اصل موجود ہے اور اسکا سبب موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واضح کرر ہے تھے۔ کہ بیت المقدس میں جو انبیاء کرام کے مزارات ہیں۔ انکی وجہ سے جو بیت المقدس کو تقدس حاصل ہے۔ یہ چاہتے تھے کہ میرا ڈیرہ بھی وہاں لگے جہاں رحمتوں نے پہلے ہی ڈیرہ لگا رکھا ہے۔

﴿ بُرے پڑوس کے نقصانات ﴾

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اُدْفُنُوْا مَوْتَاكُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِيْنَ (التذکرہ) قرطبی

اپنے فوت شدگان کو نیکوں کے درمیان دفن کیا کرو۔

اسکا سبب کیا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَتَاَذّٰى بِجَارِ السُّوْءِ كَمَا يَتَاَذّٰى الْحَيُّ بِجَارِ السُّوْءِ

بے شک بُرے پڑوس کی وجہ سے میت کو تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے پڑوس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

جہاں روزانہ مردے کی تفتیش ہوتی ہو۔ عذاب اتر رہا ہو، جسکی دیواریں ساتھ ہوں اسکو بھی تکلیف ہوگی۔ جہاں قبر جنت کا باغ بنی ہوئی ہو تو جسکی قبر اسکے ساتھ ہو اسے بھی خوشبو آسکتی ہے۔ لہذا اپنے مردے کو بُرے پڑوس سے بچاؤ۔

لوگ تو کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ کسی کی قبر بھی نہیں ہونی چاہیے۔ اسکا پیچھے ایک سبب ہے۔ کہ بُرے پڑوس سے نقصان ہوتا ہے اور اچھے پڑوس سے فائدہ ہوتا ہے۔ جنکی قبریں فوت شدگان کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ انکی قبروں کا زندوں کیلئے کتنا فائدہ ہوگا۔

یہ کسی جاہل کی بات نہیں کسی متوہم کی بات نہیں۔ بلکہ میں شیخ المحدثین کی بات پیش کر رہا ہوں۔ جنکے سینے سے ہزاروں تک حدیث پہنچی اور وہ حدیث کے امام ہیں۔

حضرت امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ وصیت کر کے گئے کہ مجھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دفن کرنا میں دنیا سے چلا جاؤں گا لیکن پھر بھی مجھے ان کا فیض ضرور ملے گا۔

جب امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ فوت ہو گئے ورثاء نے کوئی دھیان نہ کیا۔ انکو باب ابرز میں دفن کر دیا گیا۔ پھر انھیں وہاں دو سال گذر گئے۔ اسکے بعد اس حکمران کو خواب میں ملے۔

ان کا عقیدہ دیکھو جو ۴۸۸ھ کے اندلس کے علم کا ستارہ جو بغداد شریف میں آکر استاد قرار پایا۔ وہ امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ وصیت کر گئے تھے کہ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دفن کیا جائے لیکن جب وصیت پہ عمل نہ ہوا تو دو سال صبر کر لیا۔ پھر اسی کے خواب میں آئے جسکو وصیت کی تھی اسے کہا کہ تم نے میری وصیت پوری نہیں کی۔

فَرَاٰہُ بَعْدَ مَرَّۃٍ فِی النَّوْمِ یُعَاتِبُہٗ

جب بادشاہ مظفر کے خواب میں آئے تو غصے میں تھے ان پر عتاب کیا کہ تجھے میں بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دفن کرنے کا کہا تھا لیکن تم نے مجھے ان سے کہیں دور دفن کیا مجھے یہاں سے نکالو اور بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کرو۔

امام حمیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بدن دو سال بعد بھی خوشبودار

ثُمَّ اِنَّھُمْ نَقَلُوْہُ بَعْدَ سَنَتَیْنِ اِلٰی مَقْبَرَۃِ بَابَ حَرْبٍ

باب ابرز کے قبرستان سے نکال کر باب حرب کے قبرستان میں لے گئے۔

فَدُفِنَ عِنْدَ بِشْرِ الْحَافِيْ رحمه الله تعالى

(سیر اعلام للنبلاء ج ا ص ۱۸۵)

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے پاس دو سال بعد انکو دفن کیا گیا انہوں نے یہ اپنے زور بازو سے کروایا۔ حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ ۴۹۱ھ کو جس وقت ان کا بدن نکالا گیا تو عینی گواہ کہتے ہیں۔

وَكَانَ كَفْنُهُ جَدِيْدًا وَبَدَنُهُ طَرِيًّا يَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةُ الطِّيْبِ

(سیر اعلام للنبلاء ج ۶ ص ۱۵۵)

کفن نیا تھا بدن تازہ اور اس سے خوشبو آ رہی تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ ایسے عقیدے والوں کی ایسی ہی شان ہوتی ہے۔ یہ نیت تھی کہ بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے قدموں میں برکت ملے گی اور مشکل حل ہو جائے گی اور پھر خود بھی کوئی معمولی درجے کا انسان نہیں جنکے بدن نے یہ بتایا کہ بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے قدموں سے دور رہ کر بھی اتنی ویلیو تو ہے کہ کفن نیا ہے، بدن تازہ ہے اور انکے بدن سے خوشبو آ رہی ہے۔ یہ اس عقیدے کی صداقت ہے کہ برصغیر اور ہند میں گھڑا نہیں گیا بلکہ یہ عقیدہ پوری امت کا ہر دور میں رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ولی جس جگہ پہ دفن ہوتے ہیں وہاں پہنچنے کیلئے مر کے بھی ترستے رہتے ہیں۔

امام ابو بکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

(امام علی رضا کے مزار پر حاضری)

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں۔

قَالَ الْحَاكِمُ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيْسٰى يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ اِمَامِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرٍ بْنِ خُزَيْمَةَ وَعَدِيْلِهٖ اَبِيْ عَلِيٍ الثَّقَفِيْ مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَشَائِخِنَا

(تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۸۶)

حضرت حاکم نے کہا کہ میں نے محمد بن مومل سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم اہل حدیث (محدثین) کے امام حضرت ابوبکر بن خزیمہ اور ان کے ہم پلہ ابو علی ثقفی کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہمارے مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت بھی ساتھ تھی۔

رسول اکرم ﷺ کا در تو آپ ﷺ کا در ہے سرکار علیہ السلام کی نسلِ پاک کا ایک شہزادہ جو ایران کی سرزمین طوس میں لیٹا ہوا ہے۔ اُس شہزادے کی قبر پر محدثین کے امام با جماعت حاضری دینے گئے۔

وہ شہزادے کون ہیں؟ وہ حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ ہیں وہ بیٹے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیٹے ہیں امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں حضرت امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور یہ ابن رسول علیہ السلام ہیں یہ ان کا سلسلہ نسب ہے۔

علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ یہ اہلبیت کے عظیم فرزند ہیں جنکا مزار اقدس طوس میں ہے۔ انکے مزار یہ حاضری دینے کیلئے کون گئے۔ تھذیب التھذیب اسماء الرجال کی کتاب ہے۔ جو وفد آپ کے مزار پہ حاضری کیلئے گیا اُس وفد میں کون کون تھے ان کا نام سنیں گے تو سینہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔

محدثین کے لئے بہت بڑا مرکز علم

اس وفد میں سے محمد بن مؤمّل اسکو روایت کرتے ہیں۔ یہ نیشاپور کے تھے۔

۳۸۹ھ انکا یوم وصال ہے۔ ان کا علم حدیث میں اتنا بڑا کردار ہے۔

بَنٰی دَارَ الْمُحَدِّثِیْن

انہوں نے باقاعدہ بہت بڑا مرکز بنایا جہاں محدثین کو بلا کے رکھا اور اپنی طرف سے انکے وظیفے بھی مقرر کیے کہ حدیث پڑھو اور پھر حدیث شریف پڑھاتے رہو۔

جبکہ خود ایک بہت بڑے محدث تھے۔

محمد بن مؤمّل کہتے ہیں۔

خَرَجْنَا مَعَ اِمَامِ اَهْلِ الْحَدِیْثِ

ہم اہل حدیث کے امام کے ساتھ نکلے۔

اہل حدیث سے مراد کون؟

اس اہل حدیث سے مراد ریڑھی لگانے والا نہیں ہے۔ بلکہ ماہرینِ حدیث مراد ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم سارے ماہرین حدیث ہیں ایک ہمارا بھی امام ہے۔ اہل حدیث کے امام سے مراد یہ ہے کہ حدیث کے استاد اپنے امام کی اقتداء میں نکلے۔ وہ امام کون تھے؟ وہ حضرت امام ابوبکر بن خزیمہ تھے۔ ہم انکے ساتھ نکلے۔

امام ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف

حضرت امام ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف بھی ہو جائے تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ قبروں کی حاضری دینے والے کون لوگ تھے؟ اگر قبر کی پرستش کا طعنہ دینا ہے تو امام اہل حدیث حضرت ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی ملے گا۔ ان کا نام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالیہے انہوں نے ۱۴۰ کتابیں حدیث کی لکھیں اور پھر انکو حافظ الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ اور انکو حدیث میں حجت بھی کہا جاتا ہے۔ ان کو امام الائمہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سارے اوصاف اس وقت کے لوگوں نے اپنی کتابوں میں لکھے۔

یہ وہ استاد ہیں کہ ڈائریکٹ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ انکے شاگرد ہیں یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ کا عقیدہ کیا تھا۔ ہم صرف محدثین کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ صوفیوں کا جو عقیدہ ہے انھیں نہیں چھیڑا۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ صوفی ہیں ہمیں کوئی شیخ الحدیث دو، محدث دو۔

اس لیے ہم چن چن کے محدثین کے عقیدے بیان کر رہے ہیں، تا کہ واضح ہو جائے کہ محدثین بھی صوفی ہیں۔

ابن خزیمہ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور پھر ۳۱۱ھ میں ان کا وصال ہوا۔

﴿نیشاپور کے لوگوں کا عقیدہ﴾

قال ابو عثمان اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ اَھْلِ ھٰذِہِ الْمَدِیْنَۃِ لِمَکَانِ اَبِیْ بَکْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اِسحَاقَ (سیر اعلام النبلاء ج۱۱ص ۳۵۸)

ابوعثمان کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کی ساری مصیبتیں جس نام کی وجہ سے ٹالی ہیں وہ حضرت ابن خزیمہ کا نام ہے۔

یعنی اتنے پائے کا ولی ہے۔ اہل حدیث انکے شعبے کا نام ہے لیکن عقیدہ سنی ہے اور پھر شعبہ حدیث پڑھانا ہے۔ ورنہ جو آج یہ لفظ اہل حدیث استعمال کرتے ہیں انکے ہاں یہ عقیدہ نہیں پایا جاسکتا۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی بھی (معاذ اللہ) کچھ نہیں دے سکتے ابن خزیمہ کیا دے سکے گا۔

﴿حضرت ابوبکر بن خذیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے مشکل کشائی﴾

جبکہ یہاں لوگ یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ اَھْلِ ھٰذِہِ الْمَدِیْنَۃِ لِمَکَانِ اَبِیْ بَکْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اِسحَاقَ۔

(سیر اعلام للنبلاء ج۱۱ص ۳۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ اس شہروالوں سے حضرت ابوبکر محمد بن اسحاق کے مقام اور مرتبے کی وجہ بلاؤں کو ٹال دیتا ہے۔

یعنی حضرت محمد بن اسحاق کے چہرے اور انکے منہ کی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو مصیبتوں سے بچا رکھا ہے۔

Scanned with CamScanner

یہ حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنکی قیادت میں دوسرے محدثین چلے ہیں کس کی طرف؟ کعبے کی طرف نہیں، مسجد اقصیٰ کی طرف بھی نہیں وہ چلے کدھر ہیں؟ وہ چلے ہیں رسول اکرم ﷺ کے گلشن کے پھول کی قبر کی زیارت کیلئے۔

ان کو وہ حدیث یاد نہ تھی۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلَی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِی مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ج۱ ص۱۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کجاوے نہ باندھنا سوائے تین مساجد کے۔

ادھر امام اہل حدیث ہو اور انھیں یہ حدیث نہ آتی ہو۔

جو آج کے گمراہ لوگ مزارات پہ جانے کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ صرف تین جگہ جا سکتے ہو باقی کہیں کا سفر حرام ہے۔ ان سارے محدثین کو یہ حدیث یاد تھی۔ مگر انھیں اس کے مفہوم کا پتہ تھا وہ اسکے مفہوم پہ واردات کرنے والے نہیں تھے۔

حضرت ابو علی ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف

محمد بن مومّل کہتے ہیں۔

وَعَدِيْلِهٖ اَبِیْ عَلِیِّ الثَّقَفِیُّ

حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲۴۴ھ کی ہے۔ وفات ۳۲۸ھ کی ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَشَائِخِنَا

اور پھر ہمارے ساتھ ایک مشائخ کی پوری جماعت تھی۔ جاہلوں کی جماعت نہیں تھی اور پھر آج کے عرف کے بعض مشائخ نہیں جن پر مشائخ کی تعریف سچی نہیں آتی بلکہ مشائخ سے مراد وہ ہیں کہ جن کے علمی قد کی پیمائش بہت مشکل تھی۔ وہ سارے فقہ حدیث، تصوف کے سمندر تھے وہ تمام امام اہل حدیث حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں چلے ہیں۔ ایک اللہ کے ولی کے در کی زیارت کیلئے۔

میں پوچھتا ہوں کعبے کی فضاء میں بیٹھ کر امت پر شرک کا فتویٰ لگانے والے خطیب سے اگر یہ گالی آج کے بلادِ اسلامیہ کی اکثریت کو دو گے تو اس پوری امت کا کیا بنے گا۔ جو بالجماعت ایک قبر کی زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔

انکے نزدیک نیت زیارت سے جانا شرک ہے اور وہ بھی ابو جہل کے شرک سے بڑا شرک ہے اور جہاں جائیں اسکو یغوث کہیں اور بت کہیں۔ یہ ان کا گھڑا ہوا عقیدہ ہے دوسری طرف پوری امت کے محدثین ہیں۔

مبارک ہو اہل حق تمہیں اس لئے کہ ہمیں اپنا نسب بدلنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اگر انہوں نے حدیث لینی ہے تو کوئی نئے لوگ تلاش کریں پہلے ستون سارے ہمارے عقیدے پر ہیں۔ ان تمام محدثین کا عقیدہ وہی تھا جس عقیدے کو بعد میں امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی شریف میں پڑھایا ہے۔

حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پہ محدثین کی حاضری

محمد بن مومل کہتے ہیں۔

وَهُمْ إِذْ ذَاكَ مُتَوَافِرُوْنَ

اس وقت قافلے میں بہت زیادہ مشائخ شریک تھے۔

یہ انحطاط تو اب بعد میں آ گیا ہے۔ لیکن اس وقت مشائخ کی کثیر تعداد تھی اور ہم سب چل پڑے۔ کدھر؟

اِلٰی زِیَارَۃِ قَبْرِ عَلِیْ بْنِ مُوْسٰی الرِّضَا بِطُوْسَ

یہ سفر حرم کا نہیں تھا بلکہ یہ سفر طوس کا تھا۔

حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت کیلئے طوس گئے۔ تمام محدثین حضرت ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رحمہما اللہ تعالیٰ کی قبر کی زیارت کیلئے وہاں گئے کیا وہ سارے بھول گئے تھے کسی ایک کو بھی یہ مسئلہ یاد نہ رہا۔ نہیں نہیں وہ بھول نہیں گئے تھے بلکہ وہ اصول پر جا رہے تھے۔ یہ انکی بھول نہیں بلکہ اصول تھا۔

﴿ قبر کے لئے تواضع، تضرع اور اس کی تعظیم ﴾

جس وقت تمام مشائخ ابن خزیمہ کی قیادت میں وہاں پہنچے تو محمد بن مومّل کہتے ہیں۔

فَرَاَیْتُ مِنْ تَعْظِیْمِہٖ یَعْنِیْ ابْنَ خُزَیْمَۃَ لِتِلْکَ الْبُقْعَۃِ وَتَوَاضُعِہٖ لَھَا وَتَضَرُّعِہٖ عِنْدَھَا مَا تَحَیَّرْنَا

(تہذیب التہذیب ج۷ص۳۸۸)

میں نے ابن خزیمہ کو دیکھا کہ انہوں نے قبر کی تعظیم کیا ور اس کے لئے تواضع کی اور قبر کے پاس تضرع کیا تو اس نے ہمیں حیرت میں گم کر دیا۔

حضرت امام علی رضا اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر ابن خزیمہ کے جو تین کام میں نے دیکھے تو میں حیرت میں گم ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

پہلا کام کیا تھا۔

مِنْ تَعْظِيْمِه

انہوں نے قبر کی تعظیم کی۔

تعظیم سے مراد یہ نہیں کہ انہوں نے سجدہ کیا۔

تعظیم سے مراد یہ ہے کہ ادب سے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی۔

روضہ رسول ﷺ پہ غلامان مصطفیٰ ﷺ سے ناروا سلوک

یہاں پر تعظیم کا لفظ ہے۔ وہ جو در رسول ﷺ پہ ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں ان سے لڑتے جھگڑتے ہیں کہ یہ تعظیم کا انداز ہے لہذا ہاتھ کھول دو۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہاں اکڑنے کا مقام ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ کی دہلیز پہ ہاتھ اس لیے کھلوائیں کہ شرک ہو جائے یعنی ہاتھ کھولو ورنہ شرک ہو جائے گا۔

حضرت امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کی نسلِ پاک کے ایک بیٹے کے مزار پر تعظیم کر کے بتا رہے تھے کہ ان قبروں کی تعظیم سے شرک نہیں ہوتا بلکہ تعظیم سے شرک کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔

وَتَوَاضُعِهٖ لَهَا وَتَضَرُّعِهٖ عِنْدَهَا

دوسرے نمبر پر ہے تواضع اور تیسرے نمبر پر تضرع ہے

محمد بن مومل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ اُس قبر پر اتنے عاجز بنے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بڑی عاجزی سے وہاں پر حاضری دے رہے تھے۔ جس تضرع کو آج عبادت کہا گیا۔ جس تضرع

اور انکسار کو آج ریاضت کہا گیا اور جس تعظیم کو آج عبادت کا نام دیکر شرک کا فتویٰ لگایا گیا۔ وہ تینوں لفظ سارے محدثین کے امام کی سیرت میں موجود ہیں کہ انہوں نے امام علی رضا رحمہ اللہ تعالی کی قبر پر تعظیم بھی کی ہے اور تضرع بھی کیا اور تواضع بھی کی ہے۔ اس قبر کا سجدہ نہیں کیا طواف نہیں کیا۔ تواضع کی ہے تعظیم کی ہے۔ تضرع کیا ہے، مگر قبر کی پوجا نہیں کی۔

آپ دیکھتے ہیں کہ سالہا سال کے بعد جب بخت یاوری کرتا ہے تو ایک بندہ مدینہ شریف کا مہمان بنتا ہے۔ جب وہ چلتا ہے تو آنکھوں میں آنسو ہیں اور جب جہاز سے اترتا ہے کیفیت بدل جاتی ہے۔ رستے میں بھی درود وسلام آنکھوں میں رم جھم ہے۔ مگر ان ظالموں کا فتویٰ ہے کہ مدینہ شریف جاتے وقت آنسو بھی نہ بہاؤ۔ اتنی پابندیاں لگانا چاہتے ہیں کہ یہ عاجزی بن جائیگی اللہ کے سوا کسی کیلئے عاجزی نہیں ہونی چاہیے۔ مدینہ شریف جاتے وقت ہاتھ باندھ کر نہ چلو۔ یہ ساری پابندیاں انہوں نے اپنے پیٹ سے بنائی ہیں۔

جبکہ امت کا یہ عقیدہ ہے تمام محدثین کی جو جماعت حضرت علی رضا بن موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تعالی کی قبر پر پہنچی تو جب انھیں دیکھا گیا تو وہاں تعظیم بھی ہے، تواضع بھی ہے، تضرع بھی ہے لیکن شرک پھر بھی نہیں ہے۔ تو یہ محدثین جڑ کی حیثیت رکھتے ہیں تو جسکی جڑ کا عقیدہ یہ ہے اسکے پھلوں کا آج بھی عقیدہ یہ ہے۔

یہ کسی کی بھول ہے کہ وہ ہمارے تسلسل کو خراب کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائیگا۔ ہم جانتے ہیں کہ ریالوں کے پیسے کافی ملتے ہیں اور ان سے کافی جھوٹے سچے پلندے تیار کر لیے جاتے ہیں۔ مگر حقیقت اصل میں حقیقت ہے اسکو کبھی بھی دبایا نہیں جا سکے گا۔

اُن محدثین سے لیکر یہاں تک یہ نور کا سلسلہ موجود ہے

عظیم محدث ابن حبان کا عقیدہ

اب میں تمہارے سامنے ابن حبان کا عقیدہ پیش کرتا ہوں انکی وفات ۳۵۴ھ کو ہوئی۔ انہوں نے اپنی کتاب ''کتاب الثقات'' میں اسکو واضح کیا یہ وہ محدث ہیں کہ انکے کہنے پہ راویوں کی ثقاہت کو تسلیم کیا جاتا ہے اس میں انہوں نے ثقہ راویوں کو بیان کیا۔

جس بندے کے کہنے پر گواہی معتبر ہوگی وہ کہہ دے تو راوی سچا ہے۔ وہ کہہ دے تو راوی جھوٹا ہے۔ وہ انسان کتنا بڑا معیار ہوگا۔ آؤ اُس ابن حبان سے پوچھتے ہیں تمہیں قبر پر جانے سے کیا ملتا ہے۔

ابن حبان نے اپنی کتاب (کتاب الثقات) میں حضرت علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے حالات لکھے جو کہ ایک بہت بڑے محدث تھے ان کا تذکرہ جب انہوں نے اپنی کتاب میں کیا تو اپنا ایک تجربہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے مزار پر حاضری

اور مشکلات کا حل

ابن حبان کہنے لگے:

مَاحَلَّتْ بِیْ شِدَّۃٌ فِیْ وَقْتِ مَقَامِیْ بِطُوْسَ وَزُرْتُ قَبْرَ عَلِیْ رَضَا بِنْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلٰی جَدِّہٖ وَعَلَیْہِ وَدَعَوْتُ اللّٰہَ اِزَالَتَھَا عَنِّیْ اِلَّا اسْتُجِیْبَ لِیْ وَزَالَتْ عَنِّیْ تِلْکَ الشِّدَّۃُ

(کتاب الثقات)

طوس میں رہتے ہوئے مجھے جب بھی مشکل پیش آئی تو میں نے حضرت علی رضا بن موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر کی زیارت کی (اللہ تعالی آپ کے جد امجد پر اور آپ پر رحمتیں نازل فرمائے) وہاں جا کر میں نے رب سے اس کے ازالے کی دعا کی تو میری دعا قبول ہوئی اور مجھ سے وہ مشکل دور ہو گئی۔

یعنی جب میں طوس میں رہا کرتا تھا۔ تو کوئی ایسی مشکل نہیں جو مجھ پہ آئی ہو اور میں علی رضا رحمہ اللہ تعالی کی قبر کے پاس پہنچا ہوں اور وہ مشکل حل نہ ہوئی ہو۔

تو یہ ایک محدث کا عقیدہ ہے۔ کتاب الثقات کا نام لیکر راویوں کو تولنے والو! اس بندے کا عقیدہ بھی تو دیکھو اسکا اپنا عقیدہ کیا ہے۔ بدعتی غیر معتبر ہوتا ہے۔ مشرک غیر معتبر ہوتا ہے۔ اسکو امام نہیں کہا جاتا یہ امام ابن حبان اپنی کتاب میں علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے بارے اپنا پرسنل عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

مَاحَلَّتْ بِیْ شِدَّۃٌ فِیْ وَقْتِ مَقَامِیْ بِطُوْسَ

کوئی مشکل مجھ پہ نہیں آئی جب میں طوس میں ہوتا تھا۔

وَزُرْتُ قَبْرَ عَلِیْ رَضَا بِنْ مُوْسَیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

تو میں نے حضرت علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر کی زیارت کی

ایسا نہیں کہ کبھی مشکل حل نہ ہوئی ہو۔ بلکہ یہاں "کلماتِ حصر" ہیں فرمایا جب بھی مشکل آئی ہے تو امام کے دربار پہ جا کر دعا مانگنے سے حل ضرور ہوئی ہے۔

یہ ابن حبان کا اس وقت کا عقیدہ ہے۔ ہمیں کوئی بریلویت کی طرف یوں منسوب نہ کرے کہ ہمارا عقیدہ وہاں گھڑا گیا۔ نہیں بلکہ بریلویت اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ جو شروع سے آ رہی تھی۔

ابن حبان کو حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ پکڑ کر تو نہیں لے گئے بلکہ وہ خود گئے اور پھر وہ کہتے ہیں:

هٰذَا شَیٌّ جَرَّبْتُهٗ مِرَاراً۔

یہ وہ تجربہ ہے جو میں نے کئی بار کر کے دیکھا ہے۔

جو بھی مجھے مشکل آتی ہے میں آپکے دربار پہ چلا جاتا ہوں۔ میری مشکل حل ہو جاتی ہے۔اور پھر ابن حبان امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نام کتنے ادب سے لیتے ہیں فرماتے ہیں۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰی جَدِّهٖ وَعَلَیْهِ

اللہ تعالیٰ کے درود ہوں انکے نانا جی پر اور ان پر

وَدَعَوْتُ اللّٰهَ اِزَ الَتَهَا عَنِّیْ

یہ ان کا عقیدہ ہے ورنہ دعا گھر بھی تو ہو سکتی تھی لیکن وہ کہتے ہیں کہ جب مجھے مشکل آتی تو میں حضرت علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پہ جا کر دعا کرتا کس چیز کی۔

اِزَ الَتَهَا عَنِّیْ

کہ یہ مشکل مجھ سے زائل کر دے۔

اِلَّا اسْتُجِیْبَ لِیْ وَزَالَتْ عَنِّیْ تِلْكَ الشِّدَّةُ

امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی برکت سے میری دعا قبول ہو جاتی اور مجھ سے ہر شدت کو دور کر دیا جاتا۔

یہ انداز ہمیں محدثین میں نظر آتا ہے۔

آج ان ظلمتوں کو دور کرنے کیلئے کچھ سویروں کا بندوبست ضرور کرنا پڑے گا۔

Scanned with CamScanner

ہمارے مخالفین کا انداز کچھ یوں ہے

پنجابی میں کہتے ہیں ''جھوٹا ہوواں تے لے دے جاواں''

اور پھر کہاوت ہے کہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''

جنکے پلّے کچھ نہیں تھا وہ ہماری پیمائش کرنا شروع ہو گئے ہم تاریخ والے اور ہم اسلاف والے اور ہم صحابہ کرام کے عقیدے والے اور ہم تابعین کے عقیدے والے اور پھر یہ نہیں کہ۔

''جنگل میں مورنا چا کس نے دیکھا''

اس حقیقت کو بین الاقوامی فورم پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر وقت ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ داتا کے دربار پہ جانے والے گھڑا ہوا عقیدہ نہیں بلکہ صحابہ کرام سے بالواسطہ پڑھا ہوا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ابن حبان کی استمداد حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر سے ہوئی یا نہ ہوئی کس نے مدد چاہی تھی اور پھر کیوں ایسا کیا ویسے تو وہ جہاں تھے وہیں سے دعا مانگتے انھیں امام علی رضا رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار پہ جانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ وہاں گئے ہیں پھر فرماتے ہیں۔

جَرَّبْتُہٗ مِرَاراً

بار بار یہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ جنت والے جو جنت میں بیٹھے ہیں انکے پاس جائیں تو رب ذوالجلال اچھی سن لیتا ہے۔

امام موفق بن احمد مکی کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو سید امام ہیں فقہ کے اور سید امام ہیں حدیث کے یہ امام فقیہ ہونے کیساتھ کیساتھ محدث بھی ہیں۔ ان کا عقیدہ یوں بیان کیا گیا۔

علی بن میمون اسکے راوی ہیں وہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللّٰه تَعَالىٰ يَقُوْلُ

میں نے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا

اِنِّيْ اَتَبَرَّكُ بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰه تَعَالىٰ

میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے تبرک لیتا ہوں۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تو فوت ہو گئے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تبرک کہاں سے لیتے ہیں؟

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَجِيْءُ اِلىٰ قَبْرِهٖ

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اگرچہ فوت ہو گئے لیکن انکی قبر تو موجود ہے۔ سوچیں وہ زبانیں جو ہمیں قبر پرست کہیں کہ اس مشروط طریقے سے قبر پر جانے سے اعتراض ہے تو پھر تم اپنی تاریخ کہیں اور سے ڈھونڈو جو تمہیں ڈھونڈھنی چاہیے۔ یہ ساری تاریخ ہم حق پرستوں کی تاریخ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَجِيْءُ اِلىٰ قَبْرِهٖ يَعْنِيْ زَائِرًا

میں زیارت کرنے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی قبر پہ جاتا ہوں۔ کیوں جاتے ہیں؟

فرماتے ہیں:

اِذَا عُرِضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ

قبر پہ جانے کے مختلف مقاصد ہیں۔ قبر والے کیلئے فاتحہ پڑھنا۔ یا عبرت حاصل کرنا

اے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی تم اکثر امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی قبر پہ کیوں جاتے ہو؟

تو فرماتے ہیں۔

اِذَا عُرِضَتْ لِیْ حَاجَۃٌ

جب کوئی مشکل پیش آتی ہیں، تو میں کیا کرتا ہوں۔

وَجِئْتُ اِلٰی قَبْرِہٖ

اور میں انکی قبر کے پاس آتا ہوں۔

وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَاجَۃً عِنْدَہٗ

پھر انکے پاس بیٹھ کے رب سے اپنی حاجت کا سوال کرتا ہوں۔

فَمَا تَبْعُدُ عَنِّیْ حَتّٰی تُقْضٰی

(مناقب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی ج ۲ ص ۱۹۹ مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ)

ابھی ہاتھ نیچے نہیں ہوتے کہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی سے تبرک لیتے ہیں۔ یہ عدالت ہے۔ وہ خود مستقل فقہ والے ہیں لیکن چونکہ عقیدہ سنیوں والا ہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے گستاخ نہیں۔ کہ میری اپنی فقہ ہے اور انکی اپنی فقہ ہے۔ فقہ کا معاملہ اگرچہ جدا ہے لیکن عقیدہ ان سب کا ایک ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی سے تبرک لیتے ہیں پھر جو کسی سے تبرک لیتا ہے وہ خود بھی متبرک بن جاتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کی قمیص دھو کر پیا کرتے تھے۔ ابن حنبل مسجدوں کے نام رکھنا آسان ہے۔ مگر ابن حنبل رحمہ اللہ تعالی کے عقیدے رکھنا مشکل ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قمیص کو کیوں دھویا اور پھر اسکا پانی کیوں پیا۔ یہ کام کر کے وہ بتا رہے تھے کہ جس شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے برکت پائی ہے اسکی قمیص میں بھی برکت آئی ہے۔ جو علم کا سمندر ہے حدیث انکے سینے میں ہے۔ اسکے پاس یہ برکت آئی ہے۔

اسی طرح برکتوں کا عقیدہ امت میں ہمیشہ موجود رہا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

وہ محدث جو برصغیر کی ساری حدیث کا سرچشمہ ہیں وہ محدث کہ جنکو محقق علی الاطلاق کیا جاتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

پس زیارت برائے امداد مرموتی راواستمداد از ایشان هر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور (اشعة اللمعات ۴۰۲/۳)

زائر کی حالت کے مطابق اور مَزُور (جسکی زیارت کی جارہی ہے) کی حالت کے مطابق دونوں کام ہوسکتے ہیں کہ قبر والے کی مدد کی بھی جاسکتی ہے اوراس سے مدد

لی بھی جا سکتی ہے۔ ان مقاصد کی لیے زیارتِ قبور جائز ہے۔

یعنی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو قبر والے کو مدد دینے جاتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو قبر والے سے مدد لینے جاتے ہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں اے امام یہ دونوں طریقے جائز ہیں یا دونوں ناجائز ہیں یا ایک جائز ہے اور دوسرا طریقہ ناجائز ہے۔

تو شیخ محقق فرمانے لگے کہ دونوں مرتبے کے مطابق جائز ہیں۔

امام المحدثین ابن عبدالبرؒ کا عقیدہ

ابن عبدالبرؒ جنکا وصال ۴۶۳ھ ہے۔ اور وہ بہت بڑے محدث ہیں۔ اور موطا امام مالک کی ساری سندوں پر اس کا تبصرہ موجود ہے۔

انہوں نے کتاب ''الاستیعاب'' میں صحابہ کرام کا تعارف لکھا۔

صحابہ کرام کا تعارف لکھتے لکھتے جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف کیا جو کہ میزبان رسول ﷺ تھے اور کہا کرتے تھے کہ سرکار ﷺ کی طرف کھانا جاتا تھا۔ جب پلیٹ واپس آتی تو وہاں سے کھاتے تھے جہاں سرکار مدینہ ﷺ کی انگلی لگی ہوتی تھی۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو فرماتے اس لیے کہ ہم سرکار کے ہاتھوں کا تبرک لینے کیلئے ایسا کرتے تھے۔

ان کا وصال استنبول میں ہوا۔ فصیل شہر کے قریب ان کا مزار شریف موجود ہے۔

ابن عبدالبرؒ جو امام المحدثین ہیں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا اب یہاں سے اندازہ لگائیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے لیکر ۴۶۳ھ تک کون سا عقیدہ رائج تھا۔

Scanned with CamScanner

قبر ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارشوں کا نزول

ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں:

قَبْرُ اَبِیْ اَیُّوْب قرب سورھا مَعْلُوْمٌ اِلَی الْیَوْمِ

(کتاب الاستیعاب ج ۱ص ۱۵۶)

آج تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اپنی جگہ قائم ہے۔ حالانکہ حالات بدلے تھے۔ غیر مسلموں کا انقلاب آیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اتنے زہریلے نہیں تھے۔ جتنے جنت البقیع کو گرانے والے ثابت ہوئے ہیں۔

قبر ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترک کے استنبول میں برقرار رکھا گیا۔ اُس وقت مسلمانوں کا کیا عقیدہ تھا۔ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں۔

مُعَظَّمٌ

انکی قبر کی تعظیم کی جاتی ہے۔

یَسْتَسْقُوْنَ بِہٖ

جب بارشیں نہیں ہوتیں تو قبر کے پاس آکر بارشوں کی دعا مانگتے ہیں۔

اور اس قبر کے وسیلے سے اہل ترک بارش کی دعا کرتے ہیں۔ تو پھر کیا ہوتا ہے؟ کہتے ہیں۔

فَیُسْقَوْن

(کتاب الاستیعاب ج ۱ ص ۱۵۶)

جب انکی قبر کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو پھر بارش ہو جاتی ہے۔

یہ ابن عبدالبرؒ ہیں مالکی فقہ کے فقیہ ہیں اور پھر بہت بڑے محدث ہیں اور یہ قبر

صحابی رسول ﷺ کی ہے تو اس سے پتہ چلا جسکے صحابی کے دربار سے خالی کوئی نہ جائے تو خود ان کے آقا ﷺ کے دربار سے خالی کون جائے گا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بھی لوگ جاتے ہیں اور مدد بھی مانگتے ہیں۔

﴿استمداد کے طریقے﴾

قبر پر جا کر استمداد کے تین طریقے ہیں۔

﴿پہلا طریقہ﴾

ایک یہ ہے کہ وہاں جا کر سلام کیا اور پھر فاتحہ شریف پڑھی اور دعا رب سے کی اور کہا کہ یہ مقبول بندے ہیں، جنکے پاس میں آیا ہوں تو انکے صدقے سے میری مشکل آسان کر دے۔

﴿دوسرا طریقہ﴾

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سلام کرنے کے بعد فاتحہ خوانی کی اور کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہو تم اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کر دو۔

انھیں معبود بنائے بغیر سفارشی بنانا جائز ہے۔

لیکن جو آیت میں ہے تو وہ کافر و مشرک بتوں کو سفارشی بناتے تھے۔ انھیں معبود بنا کے ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص کسی ولی، کسی قطب کو معبود سمجھ کے اللہ کے دربار کا سفارشی بنائے گا تو مشرک قرار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کسی ان پڑھ سنی سے پوچھ لو وہ داتا صاحب کو معبود نہیں مانتا۔ بلکہ وہ معبود کا عابد اور بندہ مانتا ہے۔

Scanned with CamScanner

﴿تیسرا طریقہ﴾

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے ولی میں تیرے پاس آیا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں آتا مجھے اللہ تعالیٰ سے لیکر دے۔

یہ بھی امت کے اندر رائج رہا۔ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ ان سے مانگنا کہ مجھے تو دے یہ مجازا جائز ہے۔

جسطرح کہ سولہویں پارے میں ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آ گئے کہنے لگے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

(پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۱۹)

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں

بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی۔ حالانکہ بیٹے تو رب دیتا ہے۔

یہ مجازاً ایسا جائز ہے۔ اسی طرح یہ بھی مجازاً اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا کرتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے بندے ہی کو کہہ دیا کہ بندے اللہ تعالیٰ سے لیکر دے سکتے ہیں تو اس پر ساری امت کا اتفاق ہے شرک نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ عین اسلام ہے۔

کہا جاتا ہے۔

شَفَى الطَّبِيْبُ الْمَرِيْضَ

فلاں سے دوائی لی تھی میرا مرض ٹھیک ہو گیا۔

طبیب نے مریض کو شفا دے دی۔

حالانکہ قرآن تو کہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۸۰

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے

تو پھر کیوں ڈاکٹر کا نام لیتے ہیں کہ مجھے فلاں ڈاکٹر نے شفا دی۔ اگر مومن ہے تو اس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں جسکا عقیدہ ہے کہ سب کچھ رب کرتا ہے ڈاکٹر کچھ نہیں کرسکتا تو مجازاً ڈاکٹر کا کہہ دیا اس کی وجہ سے اسکو مومن سمجھا جائے گا۔

اسی طرح اس میں یہ تیسرا طریقہ بھی ہے جو آج تک امت میں اسی طرح رائج ہے۔ جو ڈائریکٹ ان سے مانگتے ہیں وہ جانتے ہیں اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے، رب کہے تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن ان میں محتاط طریقہ سب سے پہلا طریقہ ہے۔ اسکے مطابق حاضری کا اہتمام ہونا چاہیے۔

ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے سے بارش مانگی آج لوگ کہتے ہیں کہ یہ صدقہ لفظ کہاں سے آیا۔ وسیلہ کہاں سے آیا۔ ہم نے کہا یہ صدقہ اور یہ وسیلہ نہ اجمیر شریف میں گھڑا گیا نہ بریلی شریف میں گھڑا گیا نہ سرھند شریف میں گھڑا گیا نہ سیال شریف میں گھڑا گیا نہ شرقپور شریف میں گھڑا گیا نہ بھکھی شریف میں گھڑا گیا نہ علی پور شریف میں گھڑا گیا یہ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس سے پڑھا گیا ہے۔

﴿جبہ مبارک کے پانی سے مریضوں کو شفا﴾

مسلم شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک دھو کے کیوں پیتے ہیں؟

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى لِنَسْتَشْفِي بِهَا

(صحیح مسلم کتاب اللباس و الزینۃ باب تحریم استعمال اناء الذھب و الفضۃ ج۲ ص ۱۹۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نبی کریم ﷺ یہ جبہ مبارک پہنا کرتے تھے ہم وہ جبہ مبارک دھو کر اس کا پانی مریض کو پلاتے تو اسے شفا مل جاتی تھی۔

پانی کے جبے مبارک سے لگنے کی وجہ سے مریض کو شفا مل جائے گی۔ تو وہ جس کے دل میں سرکار علیہ السلام کا سچا عشق موجود ہو اور سرکار علیہ السلام جسکے سینے میں رہتے ہوں یہ اسکی قبر کے انوار ہو سکتے ہیں۔

اس لیے سب سے بڑی گواہی ابن عبدالبرؒ کے حوالے سے پیش کر رہا ہوں۔ یہ زمانہ ۴۶۳ھ کا ہے۔ اُس وقت کے لوگوں کو بریلوی کس نے بنایا تھا؟ اس وقت یہ عقیدہ کیوں تھا؟ میں پوچھتا ہوں اس عقیدے کا اور کوئی سبب نہیں۔ یہ کوئی آوٹ سائیڈر نہیں۔ یہ باہر سے نہیں آیا۔ یہ عقیدہ منگوایا نہیں گیا بلکہ یہ شروع سے چل کے آیا ہے۔

اسواسطے ہم نے جتنے حوالے ان ابتدائی سالوں کے پیش کر دیئے ہیں۔ اب کچھ تو حیاء کرو۔ ہمیں جو کہتے ہو کہتے رہو لیکن ان کا تو حیا کرو۔ جنکی تاریخ پر پورا اسلام روشن ہے۔

﴿لاتشد الرحال کا حقیقی معنی ومفہوم اور اس کا مصداق﴾

جہاں تک اس حدیث شریف کا تعلق ہے جو بخاری شریف میں ہے۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

نہ کجاوے باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف

Scanned with CamScanner

اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ج ۱ ص ۱۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ۔

حدیث میں اِلّا مستثنیٰ متصل ہے

تمام محدثین کے نزدیک سوائے ابن تیمیہ کے یہ استثناء متصل ہے۔

استثناء متصل کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسجدوں کے لحاظ سے بات ہو رہی ہے۔ مطلقاً بات نہیں ہو رہی۔ کہ طلب ثواب کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ریٹ بڑھ جائے گا اگر زیادہ نیکی اور ثواب لینا ہو تو جن مسجدوں کی طرف سفر کرنا چاہیے۔ ساری مسجدوں میں سے وہ تین مسجدیں یہ ہیں۔

حدیث میں اِلّا مستثنیٰ منقطع نہیں

یہ مستثنیٰ منقطع نہیں ہے کہ یہاں یہ کہا جائے کوئی سفر بھی جائز نہیں سوائے ان مسجدوں کے سفر کے اگر اس کو مستثنیٰ منقطع بناؤ گے تو پھر جیو گے کیسے زندگی میں بیٹی کے پاس جانے کا سفر بھی ہوگا۔ بیوی کے پاس جانے کا بھی سفر ہوگا پڑھنے والا، تجارت والا سفر بھی ہوگا پھر ان کو کیسے جائز بناؤ گے مطلقاً سفر سے استثناء نہیں ہے۔ بلکہ مسجدوں کے سفر کے لحاظ سے استثناء کیا ہمارے آقا علیہ السلام نے کہ مسجدوں میں سے جن مسجدوں کی طرف تمہیں سفر کرنا چاہیے زیادہ ثواب لینے کیلئے وہ یہ تین مسجدیں ہیں۔

اسکی مثال یوں سمجھو

کہ آپ اپنے بیٹے کو دروازے پر کھڑا کر دیں کہ فیکٹری کے مزدور آنے والے

ہیں ان میں سے کسی کو نہ داخل ہونے دو مگر زید، عمرو اور بکر کو صرف اسے یہ کہہ دیا۔

اب وہ دروازے پہ کھڑا ہے نام والے مزدور آتے رہے۔ اتنے میں اسکا ماموں بھی آ گیا اسکو داخل کر دیا۔ اسکا باپ ناراض نہیں ہوگا۔ اسکی کلام کا یہ پس منظر تھا کہ یہ جو اجازت والے تین نام ہیں یہ مزدوروں کے لحاظ سے ہیں۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ کوئی رشتہ دار بھی داخل نہیں ہونے دینا۔ مزدوروں سے اجازت صرف تین کو ہے نہ کہ مطلقا انسانوں میں سے اجازت صرف تین کو ہے۔ اگر اُس کا دادا آ جائے تو اسکو بھی اندر جانے دو۔ اسکا ماموں آ جائے تو اسے بھی اندر جانے دو۔ استثناء متصل کا یہ قانون ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو ارشاد فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى

(صحیح البخاری کتاب التھجد باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ ج ۱ ص ۱۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نہ کجاوے باندھو مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصی اور مسجد نبوی شریف کی طرف۔

مسجدوں میں سے جس مسجد کا قصد کر کے سفر کرنا ہے طلب ثواب کے لحاظ سے وہ یہ تین مسجدیں ہیں۔ باقی مزارات پہ حاضری اور باقی تجارتی سفر اور دیگر معاملات کیلئے سفر اس سے جدا ہیں۔

یہ ظالم اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے دربار کی حاضری کے خلاف پڑھتے ہیں اگر گھر سے جانا ہے تو مسجد کی نیت سے جائیں۔ میں پوچھتا ہوں مسجد نبوی نبوی بنی کیسے؟ مسجد تو سرکار علیہ السلام کے بغیر نبوی بن ہی نہیں سکتی۔ پھر مسجد کا یا تو نام بدلہ

جائے۔ اگر تمہیں سرکار علیہ السلام سے اتنی نفرت ہے۔ (معاذ اللہ) اسواسطے جنکے صدقے ریاض الجنۃ اور جنکے صدقے سے مسجد نبوی شریف، اگر ان کو منفی کر کے جانا ہے تو پھر ادھر جانا کیوں ہے ؟

اسواسطے امام اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالی فرمانے لگے:

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

﴿حدیث میں ہی لاتشد الرحال کے مصداق کا بیان﴾

امام عینی نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا اور بالخصوص مسجدوں کے لحاظ سے حصر دوسری حدیث میں بھی ہے۔ جو اصل سند سے ثابت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکے راوی ہیں کہتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ لاینبغی للمطیّ ان یَشُدَّ رِحَالُہٗ اِلٰی مَسْجِدٍ یَبْتَغِیْ فِیْہِ الصَّلٰوۃَ غَیْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الاَقْصٰی وَمَسْجِدِ ھٰذَا

(عمدۃ القاری ج۵ ص۵٦٦.)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف سوائے ان تین مسجدوں کے سفر نہ کیا جائے۔

یہاں پر خود مسجد مستثنیٰ منہ میں موجود ہے۔ کہ مطلقاً سفر کی بات نہیں کی جارہی بلکہ مسجدوں کے سفر کے لحاظ سے بات کی جارہی ہے۔ بخاری کی حدیث کا جو ہم نے معنی بیان کیا وہی اس حدیث شریف میں حصر کے ساتھ موجود ہے۔

یہ بھی بڑے لیول کا انداز ہے۔ ورنہ قبا میں نفل پڑھیں تو عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ تو کیا جو قبا میں نفل پڑھنے کی غرض سے جائے گا وہ مجرم ہوگا۔ نہیں بلکہ مطلب یہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ بہت زیادہ جہاں ثواب ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں ان کیلئے جانا چاہیے۔ اسکو جو حدیث میں آ گیا اسکو کوئی خارج نہیں کر سکے گا۔

امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ

اس لیے امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا:

اَمَّا قَصْدُ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الرِّحْلَةِ فِيْ طَلْبِ الْعِلْمِ وَفِى التِّجَارَةِ وَالتَّنَزُّهِ وَزِيَارَةِ الصَّالِحِيْنَ وَالْمَشَاهِدِ وَ زِيَارَةِ الْإِخْوَانِ وَنَحْوِ ذَالِكَ فَلَيْسَ دَاخِلًا فِي النَّهْيِ

(مسند امام احمد، عمدۃ القاری ج ۵ ص ۵۶۶)

لیکن مساجد کے علاوہ سفر کا ارادہ کرنا، طلبِ علم کا سفر کرنا، تفریح کے لیے سفر کرنا، تجارت کا سفر کرنا، صالحین کی زیارت کے لیے سفر کرنا، مزارات کی زیارت کا سفر کرنا، بھائیوں کی ملاقات کا سفر کرنا اس نہی (منع) میں داخل نہیں ہے۔

اس حدیث سے طلب علم کا سفر حرام نہیں ہوتا، تجارت کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا، سیر و تفریح کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا، صالحین کی زیارت کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا اور انکے مزارات کی حاضری کا سفر بھی حرام نہیں ہوتا، بھائیوں کی ملاقات کا سفر بھی اس حدیث سے حرام نہیں ہوتا اس لیے کہ اس میں صرف مسجدوں کی بات ہو رہی ہے۔

مسجدوں کے لحاظ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہ حدیث بتا دی۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا فرمان ہے جسکو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں پہلے آپ نے مسجد کا ذکر کیا کہ مسجدوں میں سے جن کی طرف طلب ثواب کیلئے سفر کرنا چاہیے وہ یہ تین مسجدیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس حق کو آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ

وعلی آلك واصحابك یا حبیب اللہ ﷺ

''تم بہتر ہوان سب امتوں میں جولوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہواور برائی سے منع کرتے ہوئے اوراللہ پر ایمان رکھتے ہو۔'' (سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۱۰)

محکمہ اوقاف، مشائخ عظام، علمائے کرام اور عوام اہلسنت سے

اپیل

مزارات اولیاء اور خانقاہیں رشد وہدایت کے مراکز اور روحانی فیض کے سرچشمے ہیں کچھ جہال کی خرافات سے انکی شرعی حیثیت اور حقیقی مقام کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔لگتا ہے ایک سوچی سمجھی سازش کے مطابق مسلک اہلسنت سے غیر متعلق افراد کا ایک طبقہ ان روحانی مراکز پر غیر شرعی حرکات کی ترویج میں مصروف ہے اور دوسرا طبقہ اپنی ساکھ بچانے کیلئے انہیں بطور دلیل پیش کر کے اہلسنت و جماعت کے سچے معتقدات پر تنقید کرنے میں مصروف ہے۔اس سے قطع نظر ہمارے مذہب ومسلک کا بھی ہم سے تقاضا ہے کہ ہم ایسے امور کے خلاف جہاد کریں جنکی ہمارا مسلک اجازت نہیں دیتا چنانچہ اگر کوئی جاہل۔

۱۔کسی مزار شریف پر حاضری کے وقت سجدہ یا طواف کی شکل بنائے۔

۲۔کسی مزار کے احاطہ یا کسی جگہ میں آگ جلا کر اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو۔

۳۔کسی مزار شریف پر عورتیں بے پردہ حاضری کیلئے جائیں یا بے پردہ عورتوں کا مردوں سے اختلاط ہو۔

۴۔کسی مزار شریف کے احاطہ یا قرب وجوار میں بھنگیوں چرسیوں نے ڈیرے جمار کھے ہوں۔

۵۔کسی مزار شریف میں جرائم پیشہ لوگوں نے پناہ لے رکھی ہو۔

۶۔عرس شریف کے موقع پر ڈھول بجانے یا گانے بجانے کا دھندا کیا جاتا ہو یا عریانی فحاشی کا بازار گرم کیا جاتا ہو۔

۷۔کسی مزار شریف پر کوئی نام نہاد پیر یا کوئی عاقبت نا اندیش واعظ اسلامی تعلیمات اور سنی عقائد کے خلاف گفتگو کرتے ہوئے، بدعقیدگی یا بدعملی پھیلانے کی کوشش کرتا ہو۔یا اس کے علاوہ کسی قسم

کی کوئی غیر شرعی حرکات پائی جائیں۔

ہم سب کا مشترکہ فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں اور انہیں آہنی ہاتھوں سے روکیں ہمارا مذہب و مسلک اتنی معمولی شے نہیں کہ اسے ایسے جہال اور خواہش پرستوں کی نفسانیت کی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔ اس لیے جو جو مزارات اوقاف کے زیر نگرانی میں ہیں وہاں محکمہ اوقاف ایسی تمام خرابیوں کا قلع قمع کرے۔ سجادہ نشین حضرات اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے مزارات کا تقدس برقرار رکھنے کیلئے ان خرافات کے خلاف جہاد کریں اور جو پہلے ہی جہاد کر رہے ہیں وہ یہ جہاد تیز کریں۔

علمائِ کرام منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور شریعت مُطَہَّرہ کی وکالت کی خاطر اپنی تقریر و تحریر میں مسلک اہلسنت کے ان بدخواہوں کا مزید شدت سے رد کریں۔

عوام اہلسنت کو بھی ایسے کارِ خیر میں شریک ہونا لازم ہے۔

اس سلسلہ میں حکمت و تدبیر کیساتھ، نرم اور شبنمی لہجے میں بات سمجھائی جائے اور بوقت ضرورت شدت اختیار کرتے ہوئے "وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ"

(اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔) کے تقاضے پورے کیے جائیں۔

مخدوم امم سید ہجویر حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مقدس کے موقع پر حکومت پنجاب اور محکمہ اوقاف سے اپیل ہے کہ عرس شریف کے دوران مینار پاکستان کے زیر سایہ چلنے والی لکی ایرانی سرکس، دیگر میوزیکل پروگرامز، دربار شریف کے قرب و جوار میں بے پردہ عورتوں اور مردوں کے مخلوط پروگرامز نیز سڑکوں، چوراہوں اور دربار شریف کے قریب ڈھول اور گانے باجے پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔

ہم فی الحال یہ اپیل کر رہے ہیں لیکن اگر ہماری اپیل پر کان نہ دھرا گیا تو اگلے مرحلے میں ان خرافات کو بزور بازو روکنا ہماری ایمانی مجبوری ہوگی۔

والسلام مع الف اکرام

محمد اشرف آصف جلالی

بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

۱۳ صفر ۱۴۳۰ھ۔ ۹ فروری ۲۰۰۹ء

محمد اشرف آصف جلالی

محمد اشرف آصف جلالی
پرنسپل جامعہ جلالیہ رضویہ
مظہر الاسلام داروغہ والا

تائید کنندگان و تصدیق کنندگان

حضرت مفتی محمد منیب الرحمٰن صاحب صدر تنظیم المدارس پاکستان	
حضرت ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس پاکستان، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور	
حضرت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ لاہور (لوہاری گیٹ لاہور)	
حضرت مفتی محمد خان قادری صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور	
حضرت علامہ محمد مقصود احمد قادری صاحب ریٹائرڈ خطیب داتا دربار	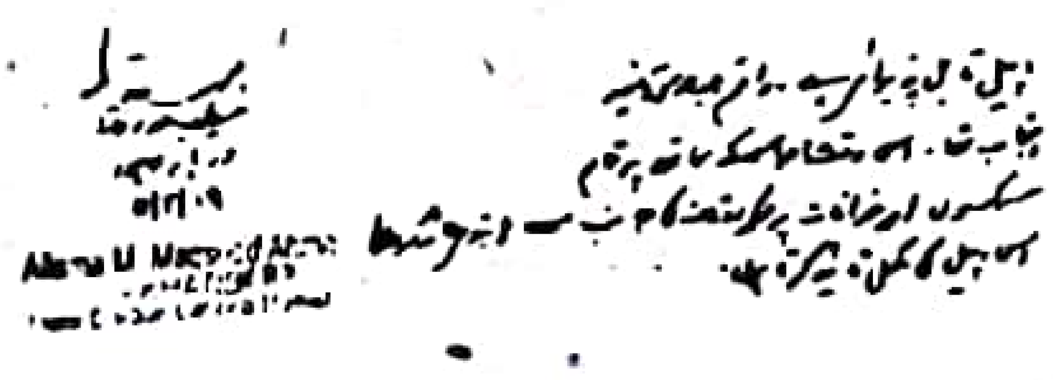
حضرت مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب مہتمم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن	
حضرت مولانا خادم حسین رضوی صدر مجلس علما نظامیہ	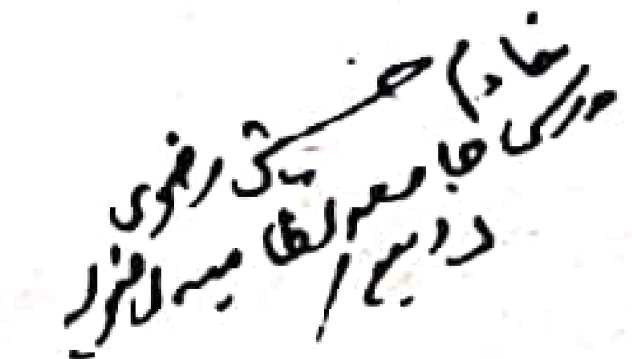
حضرت مولانا صاحبزادہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ	

مزاراتِ اولیاء پر حاضری کا طریقہ

از: مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

سوال: حضرت کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب سلام عرض کرے السلام علیک یا سیدی ورحمۃ اللہ و برکاتہ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسٓ اور سورۂ مُلک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے، اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کیلئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے پھر اُسی طرح سلام کرکے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ ۵۲۲، طبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

تحریک دعوت توحید کی خیانت

ادارہ صراط مستقیم پاکستان کی طرف سے مذکورہ پمفلٹ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر شائع کیا گیا۔ یہ کوئی نیا کام نہیں بلکہ علماء حق کی کوششوں کا تسلسل ہے جو انہوں نے ہر دور میں عقیدہ توحید کے دفاع اور مذہب ومسلک کو بدنام کرنیوالوں کے خلاف کی

ہیں جیسا کہ بطور خاص فتاوی رضویہ شریف میں مجدّ دِ، دین وملت حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعدد فتاویٰ خرافات کے رد میں موجود ہیں۔لیکن بزعم خویش تحریک دعوت توحید نامی تنظیم نے ہمارے اسی پمفلٹ میں قطع و برید کر کے نیز علماء اہلسنت کے اسماء کو غلط استعمال کر کے اور انہیں خواہ مخواہ اپنا موید قرار دے کے اپنے موروثی مکروفریب اور اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت دیا ہے اپنے پمفلٹ میں اپنی تحریک کی شان بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ لکھا ہے۔''اس تحریک کے اثرات محسوس کرتے ہوئے بریلوی مکتبہ فکر کے جید علماء کا ایک نمائندہ اجلاس ہوا۔جس میں تحریک دعوت توحید پر تنقیدی گفتگو کرتے ہوئے بالآخر انہوں نے درج ذیل فتویٰ جاری کیا۔''

اس کے بعد انہوں نے ہمارے پمفلٹ کا کچھ ابتدائی حصہ اور کچھ آخری حصہ شائع کر دیا اور سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی۔

انکے پمفلٹ کی اس عبارت کے چند جھوٹ ملاحظہ ہوں۔

1۔ اس سلسلہ میں کوئی نمائندہ اجلاس نہیں ہوا۔مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کی تحریر لیکر ادارہ صراط مستقیم کے ساتھی انفرادی طور اہلسنت و جماعت کے چند مفتیان کے پاس گئے اور ان سے دستخط کروائے۔یہ تحریر ایک اپیل اور درد دل تھا کسی کی حمایت کا فتویٰ نہیں تھا۔

2۔ بزعم خویش ''تحریک دعوت توحید'' کا کہیں ذکر تک نہیں ہوا انکے پمفلٹ میں من گھڑت داستان کا ذکر کیا گیا۔

3۔ ادارہ صراط مستقیم پاکستان اور علماء اہلسنت نے جو یہ قدم اٹھایا ہے تو ایمانی اور مسلکی صداقت کی بنیاد پر اور اپنے عقیدہ توحید و رسالت کی وجہ سے اٹھایا کسی نام نہاد تحریک کے اثرات محسوس کرتے ہوئے نہیں اٹھایا۔جس کا دعوی انہوں نے اپنے پمفلٹ میں کیا۔تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ عطائی علم غیب تو سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بھی نہیں مانتے لیکن علماء اہلسنت کے بارے میں انہیں غائبانہ کیسے پتہ چل گیا کہ میٹنگ ہوئی ہے اور پھر ہماری تحریک پر تنقید ہوئی ہے جبکہ یہ پاس موجود نہیں تھے۔

Scanned with CamScanner

تحریک دعوت توحید نامی تنظیم پہلے ہی اپنی فرقہ وارانہ چاکنگ اور فرقہ وارانہ لٹریچر کی وجہ سے قوم کی دل آزاری کر رہی ہے۔ مثلاً اپنے کتابچے ''توحید کے فائدے اور شرک کے نقصانات میں صفحہ ۶ پر لکھا ہے قرآن مجید نے کسی کی حرمت طفیل اور وسیلے سے مانگنے کو بھی شرک اور کفر قرار دیا ہے۔'' نیز انہیں کی طرف سے مختلف مقامات پر یہ فرقہ وارانہ چاکنگ بھی کروائی گئی ہے مثلاً

قبروں کا احترام مگر ان سے مانگنا حرام (معاذ اللہ)

قبروں کا احترام مگر ان کے وسیلہ سے مانگنا حرام (معاذ اللہ)

بلکہ چاکنگ یوں کروانی چاہیئے

۱۔(معبودِ ما مسجودِ ما۔ ایک خدا جل جلالہٗ ایک خدا جل جلالہٗ)

۲۔(حاجت روا باذن خدا جل جلالہٗ۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

۳(مزارات کو سجدہ حرام، ان سے فیض اللہ کا انعام)

۴۔(بزرگوں کا احترام، ان کا وسیلہ اھل حق کا کام)

ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں جس میں وسیلہ سے دعا مانگنے کو شرک یا کفر قرار دیا گیا ہو۔ چنانچہ اس عبارت میں ایک طرف تو قرآن مجید کے بارے میں صریح جھوٹ بولا گیا ہے۔ اور جعل سازی کی گئی ہے دوسری طرف وسیلہ سے دعا مانگنا جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکر ہر صدی میں امت کے جمھور کا عقیدہ رہا ہے ان سب پر شرک اور کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ یہ معمولی جرم نہیں بہت بڑی جسارت ہے۔ اب انہوں نے ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے دن دیہاڑے اتنی بڑی جعل سازی کی ہے اور علماء اہلسنت کے نام اپنی حمایت میں چھاپ دیے ہیں۔ اس تنظیم کی دوغلہ پالیسی دیکھیے اپنے لٹریچر میں واویلا یہ کرتے ہیں کہ ہماری تنظیم فرقہ وارانہ نہیں ہے لیکن امت پر شرک کا جھوٹا فتویٰ لگا کے کس قدر فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں۔

یاد رہے ہم اہلسنت و جماعت کو جیسے مزارات اولیاء پر ایک فرقے کے بھیجے ہوئے جہال کی طرف سے خرافات کی ترویج ناپسند ہے ایسے ہی دوسرے فرقے کی۔

محبوبان خدا تعالیٰ کی عداوت پر مشتمل تبلیغ بھی ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

کے اذن سے **غوث اعظم**، **داتا** اور **دستگیر** ہو سکتے ہیں اس پر قرآن وسنت سے متعدد دلائل موجود ہیں ۔ تفصیل ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے عقیدہ توحید سیمینار کے خطاب میں موجود ہے۔

چنانچہ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ بدعقیدگی، فتنہ وفساد پھیلانے والے فرقہ واریت کو ہوا دینے والے اور قرآن مجید کے بارے میں جھوٹ بولنے والے جعل سازی اور دھوکہ دھی والے اس گروہ کا بھی فوراً محاسبہ کیا جائے۔ یاد رہے "پیغام اصلاح" کو عام کرنے کی خاطر امسال حضرت داتا گنج بخش ھجویری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف سے پہلے ۱۶ صفر ۱۴۳۱ھ/ یکم فروری ۲۰۱۰ کو جامعہ نعیمیہ گڑھی شاھو لاہور میں ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام مزارات سے خرافات کے خاتمہ مہم کے دوران ایک پر ھجوم پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں اہلسنت و جماعت کے نمائندہ مفتیاں کی موجودگی میں مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے ملکی اور غیر ملکی میڈیا کے سامنے ایک فتوی جاری کیا۔ جسکی تمام مفتیاں نے میڈیا کے سامنے تصدیق کی ۔فتویٰ میں قرآن وسنت سے واضح کیا گیا مزارات اولیاء رحمت و برکت کے مراکز ہیں یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔فتویٰ میں مزارات اولیاء پر حاضری کے اداب اور شرعی طریقہ بیان کیا گیا اور حکومت سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ مزارات پر خرافات کا ارتکاب کرنے والوں کا فی الفور محاسبہ کیا جائے اور داتا صاحب کے عرس کے موقع پر سرکسوں پر پابندی لگادی جائے ۔فتویٰ میں علماء ومشائخ سے بھی کہا گیا خرافات کے خاتمہ کیلئے مزید توجہ دی جائے۔

خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہماری پریس کانفرنس کے بعد امسال حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر سرکسوں پر پابندی لگادی گئی ہم حکومت پنجاب کے اس فیصلے کی تحسین کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں مزارات سے خرافات کے خاتمہ کیلئے حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے گی۔

Scanned with CamScanner